پروین شاکر کے خطوط: فارسی ادب سے دل چسپی

عارف نوشاہی

یہاں اردو زبان وادب کی معروف پاکستانی شاعرہ پروین شاکر (۱۹۵۲-۱۹۹۴ء) کے چار خطوط پیش کیے جارہے ہیں جو انھوں نے میرے خطوط کے جواب میں لکھے تھے۔ میرے پاس اِس وقت اپنے خطوط کی کوئی نقل محفوظ نہیں ہے ورنہ وہ بھی شامل اشاعت کیے جاتے۔ یہ خطوط ۱۹۷۷ء میں لکھے گئے۔ تب پروین شاکر کی شاعری اخبارات اور جرائد میں شائع ہو کر مقبول عام ہورہی تھی اور بڑوں سے زیادہ نوجوانوں کی پسندیدہ تھی۔ میں اس زمانے میں ایف اے کا طالب علم تھا اور اخبارات ورسائل میں پروین شاکر کی شاعری پڑھنے کا موقع ملتا رہتا تھا۔ ان کی شاعری میں جہاں جہاں ایک عورت کے جذبات واحساسات کی ترجمانی ہوتی وہ مجھے متاثر کرتی۔ ان کا ایک شعر واردات دل بن کر میرے حافظے میں اس طرح محفوظ ہو گیا:

کمال ضبط کو یوں بھی تو آزماؤں گی
میں اپنے ہاتھ سے اس کی دلہن سجاؤں گی

بعد میں یہی شعر پروین شاکر سے مراسلت کا باعث بنا جس کی تصحیح انھوں نے اپنے پہلے خط میں یوں کی: "کمال ضبط کو خود بھی تو آزماؤں گی..."

میں اُس وقت اسلام آباد میں ایرانی حکومت کے زیر انتظام مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان کے کتب خانہ گنج بخش سے وابستہ تھا جہاں ہر وقت فارسی کتابوں سے سروکار رہتا۔ کتب خانے میں معاصر ایرانی شاعرات فروغ فرخزاد (۱۹۳۴-۱۹۶۷ء) اور سیمین بہبہانی (۱۹۲۷-۲۰۱۴ء) کے شعری مجموعے موجود تھے جو میں پڑھ چکا تھا۔ خاص طور پر فروغ فرخزاد کی شاعری نے مجھے متاثر کیا کہ وہ اپنے نسوانی جذبات کا بے باکانہ اظہار کرتی ہیں۔ یہی تاثر پروین شاکر کی شاعری پڑھ کر بھی ہوتا تھا اور میں ان دونوں شاعرات میں فکری مماثلتیں تلاش کرتا رہتا تھا۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ بعد میں دونوں کی ذاتی زندگی میں بھی بہت سی شباہتیں سامنے آئیں۔ جیسے شوہر سے علاحدگی اور حادثاتی جواں مرگی وغیرہ۔ ایک ایرانی اور پاکستانی شاعرہ کے کلام میں "بطور زن" صیغۂ تانیث میں نسائی جذبات کا

* مصنف ومحقق، ادارہ معارفِ نوشاہی، اسلام آباد

اظہار مشرق میں خواتین کی شاعری کی سکّہ بند روایت سے قطعاً انحراف تھا۔ فروغ کی شاعری میں یہ روایت شکنی بے باکی سے کی گئی ہے جب کہ پروین کے ہاں محتاط رویہ ہے۔

میں نے اِسی تناظر میں پروین شاکر سے مکاتبت شروع کی تھی۔ پہلا خط ۳جون ۱۹۷۷ کو لکھا اور انھیں، عبداللہ کالج برائے خواتین، کراچی کے پتے پر بھیجا، جہاں وہ پڑھاتی تھیں۔ کالج میں گرمیوں کی تعطیلات کی وجہ سے یہ خط انھیں دیر سے ملا جس کا جواب انھوں نے ۲۵جولائی کو دیا۔ ان کی طرف سے مثبت جواب پا کر میری حوصلہ افزائی ہوئی اور میں نے سلسلۂ مراسلت آگے بڑھایا۔ میں چاہتا تھا پروین شاکر جدید فارسی ادب کا مطالعہ کریں تاکہ وہ فارسی شاعری، بالخصوص فروغ فرخزاد اور سیمین بہبہانی کو براہ راست پڑھ سکیں۔ پروین شاکر نے جوابی خطوط میں بتایا کہ ان کی فارسی تعلیم واجبی سی ہے اور انھوں نے محض آٹھویں جماعت تک فارسی پڑھی ہے۔ ان کی اپنی شاعری میں اگر فارسی ترکیبات ملتی ہیں تو وہ اردو کے کلاسیک ادب کے مطالعے کا فیضان ہے۔ انھوں نے سعدی اور حافظ تک کو نہیں پڑھا تھا جو عام طور پر مشرقی کلاسیک ادب پڑھنے والوں کے محبوب شعرا ہیں۔ میں انھیں ایران سے شائع ہونے والے کچھ فارسی ادبی رسائل بھیجنا چاہتا تھا تاکہ وہ خود مطالعہ کر سکیں۔ لیکن وہ ان رسائل سے استفادہ کرنے کے لیے پہلے فارسی زبان سیکھنا چاہتی تھیں اور اس کے لیے مجھے کچھ کتب تجویز کرنے کو کہا۔ وہ بذریعہ مراسلت بھی فارسی سیکھنے پر آمادہ تھیں۔ میں نے انھیں قدیم و جدید فارسی شاعری کی چاشنی چکھنے کے لیے دیوان حافظ شیرازی کا نسخہ اور فروغ فرخزاد کے کلام کا اقتباس بھیجا۔ فروغ کی جو فارسی نظم میں نے بھیجی تھی اس کی کچھ سطریں یہ ہیں:

آه ای خدا چگونه ترا گویم
کز جسم خویش خسته و بیزارم
ہر شب بر آستان جلال تو
گویی امید جسم دگر دارم

پروین شاکر نے اس ٹکڑے کا فی البدیہہ اردو ترجمہ اپنے اگلے خط میں کر کے بھیجا:

آہ اے خدا میں تجھ سے کیا کہوں
کہ میں اپنے جسم سے پریشان اور بیزار ہوں
ہر رات تیرے پُر جلال آستانے پر
میں ایک دوسرے جسم کی تمنا رکھتی ہوں

اس ترجمے سے لگا کہ وہ فارسی زبان سے اتنا بے گانہ بھی نہیں ہیں۔

اس زمانے میں فروغ فرخزاد کے دو شعری مجموعے اسیر اور دیوار کتب خانہ گنج بخش میں دستیاب تھے جن سے میں نظمیں ہاتھ سے نقل کر کے پروین شاکر کو بھیج سکتا تھا لیکن انھوں نے اسے میرے لیے زحمت سمجھتے ہوئے شائستگی کے ساتھ منع کر دیا۔ چناں چہ میں نے پروین شاکر کے لیے ایران سے دیوان فروغ فرخزاد کا ایک نسخہ منگوایا۔ لگتا ہے بعد کے سالوں میں فروغ فرخزاد کی شاعری پروین شاکر کے لیے اجنبی نہیں رہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں پروین شاکر کے دوسرے مجموعہ کلام خود کلامی (مطبوعہ ۱۹۸۰ء) میں ایک پوری نظم فروغ فرخ زاد کے لیے ایک نظم ملتی ہے۔ کچھ عجب نہیں کہ پروین کی فروغ سے یہ دل چسپی یا فروغ کا مطالعہ، انھی ترغیبات کا نتیجہ ہو جن کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ کیوں کہ ۱۹۷۷ء تک فروغ فرخزاد کا نام ان کے لیے اجنبی تھا اور بقول ان کے میرے ایک خط نے فروغ اور سیمین کے نام ان کے لیے مانوس بنا دیے۔

اس مراسلت کا بنیادی محور پروین شاکر کو فارسی ادب کی طرف متوجہ کرنا تھا، تاہم پروین شاکر نے اِن خطوط میں اپنی شاعری کے بارے میں بھی اظہار کیا ہے اور کچھ کسر نفسی سے کام لیا ہے۔ ۱۹۷۷ء کو وہ اپنے شعری سفر کے آغاز کا زمانہ کہتی ہیں۔ ۱۹۷۶ء میں ان کا پہلا مجموعہ خوشبو شائع ہوا تھا، جس کی نوید انھوں نے ایک خط میں سنائی ہے۔ وہ اس سفر کی اگلی منزلیں طے کرنے کے لیے پُر عزم تھیں اور وہ بڑے شوق سے رواں دواں تھیں کہ ۲۶ دسمبر ۱۹۹۴ کو اسلام آباد میں ٹریفک کے ایک حادثے نے انھیں آخرت کے سفر پر روانہ کر دیا۔ عجیب اتفاق ہے کہ میں نے یہ غم انگیز خبر اسلام آباد سے دور اُس شہر (تہران) میں سنی جہاں ان کی ایک ہمزاد فروغ فرخزاد ابدی نیند سو رہی ہے۔

پروین شاکر نے یہ چاروں خط میرے ڈاک کے پتے "مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، پوسٹ بکس ۱۲۷۷، اسلام آباد، پاکستان" پر بھیجے تھے۔ خود انھوں نے اپنا پتا صرف تیسرے خط کے لفافے کے ایک کونے پر "عبداللہ کالج برائے خواتین کراچی، پاکستان" لکھا ہے۔ باقی تینوں خطوط پر ان کا پتا درج نہیں ہے لیکن یہ سب اسی زمانے کے ہیں جب وہ عبداللہ کالج میں تدریس کرتی تھیں۔ خطوط نویسی کے آداب کو انھوں نے جس طرح ملحوظ رکھا ہے وہ ان کی شخصیت کی پاکیزگی، شائستگی اور انکسار پر دلالت کرتا ہے۔ تمام خط نیلے رنگ کے لکیر دار لیٹر پیڈ (کاغذ) پر لکھے گئے ہیں۔ تحریر میں سیاہ روشنائی اور موٹے قط کا قلم استعمال کیا ہے جیسے سرکنڈے کا قلم اور دوات زیر استعمال ہو۔ ان کی لکھائی (Handwriting) دیکھ کر خوش گوار حیرت ہوتی ہے کہ کس قدر عمدہ اور صاف ہے، جو خلاف معمول بات ہے۔ میں معذرت کے ساتھ یہ کہوں گا کہ عموماً خواتین کا اردو خط اچھا نہیں ہوتا۔ تاریخی طور پر بھی

ہماری خطاطی اور خوش نویسی کی تاریخ میں خواتین کے نام زیادہ نہیں ملتے۔ بدلے ہوئے حالات نے تو برّصغیر کی جدید نسل کو، کیا مرد، کیا زن، اردو نویسی ہی سے بیگانہ کر دیا ہے، اب صرف خواتین کی بد خطی کا کیا شکوہ!

پروین شاکر کے خطوط بہ نام عارف نوشاہی کا متن

(۱)

۸۶/ے

۲۵ جولائی ۷۷ء

محترم نوشاہی صاحب!

آداب

آپ کا مطلوبہ شعر اس صورت میں ہے، ع:

کمال ضبط کو خود بھی تو آزماؤں گی
میں اپنے ہاتھ سے اس کی دلہن سجاؤں گی

تعلیمی تعطّل کی وجہ سے مجھے آپ کا تین جون کا خط پرسوں موصول ہوا تھا، لہٰذا جواب میں اتنی تاخیر ہو گئی۔ اس سلسلے میں میری معذرت قبول فرمائیں۔

نیاز کیش
پروین شاکر

(۲)

۸۶/ے

۲۷ اگست ۷۷ء

محترم نوشاہی صاحب!

آداب

گرامی نامہ موصول ہوا۔ آپ کی شکایت بجا تھی لیکن تاخیر کے باعثِ تاخیر [کذا] کو بھی آپ جان چکے ہیں اور ایسے موقعوں پر فراخ دل لوگ درگذر سے کام لیتے ہیں۔ کیا آپ ایسا کرنا پسند نہیں کریں گے؟

آپ کی بڑی نوازش ہے کہ مجھ بے ہنر کو جدید فارسی ادب سے متعلق رسائل بھیجنے کے بارے میں سوچیں۔ہم عصر غیر ملکی ادب سے واقفیت بڑی اچھی بات ہے لیکن میری کم نصیبی دیکھیے کہ اس شیریں زبان سے، کہ جسے فارسی کہتے ہیں، قطعاً نابلد ہوں۔میرے ڈکشن میں جو آپ کو تھوڑا بہت کلاسیکی آہنگ سنائی دیتا ہے، وہ محض قدیم اردو شعرا کے مطالعے کا فیض ہے۔حافظ و سعدی کو بھی میں نے براہ راست نہیں پڑھا ہے۔آپ میری علمی کم مائیگی پر حیران ہوں گے، میں نادم ہوں۔اس صورت حال میں آپ کے بھیجے ہوئے رسائل کیا ایک غیر مستحق کے پاس نہیں پہنچ جائیں گے؟ ہاں، اگر فارسی زبان و ادب کو سمجھنے کے لیے آپ کچھ کتابیں پہلے تجویز کریں، اور میں واقعی انھیں سمجھ سکوں، تو پھر میں اس سلسلے میں آپ کو ضرور زحمت دوں گی۔خدا حافظ

نیاز کیش

پروین شاکر

(۳)

۷۸۶

۱۳ستمبر ۷۷ء

نوشاہی صاحب

آداب

گرامی نامہ موصول ہوا۔اس سے ایک دن قبل کلامِ حافظ نظر نواز ہوا۔آپ کی مہربانیوں کا کس طرح شکریہ ادا کروں؟

مجھے افسوس ہے کہ میری جہالت نے آپ کو اتنا رنجیدہ کر دیا، لیکن کیا کیا جائے کہ حقیقت یہی ہے۔فارسی میں نے صرف آٹھویں جماعت تک پڑھی ہے اور اب اس جماعت سے نکلے ہوئے اتنا طویل عرصہ ہو گیا ہے کہ آمدن نامے سے ہی شروعات کی جائیں تو بہتر ہے۔نہیں عارف صاحب، قاعدے والی بات کا میں نے بالکل برا نہیں مانا، بس اتنی ندامت اور بڑھ گئی کہ آپ جسے صفِ اوّل کی شاعرہ مانتے ہیں، وہ کس درجہ کم علم اور کم نصیب ہے۔ویسے اتنا عرض کر دوں کہ یہ آپ کا حسن ظن ہے ورنہ میں تو اپنے کڑے محاسبے کے بعد خود کو دوسرے درجے کی فن کارہ بھی نہیں سمجھتی۔ابھی میرے شعری سفر کو شروع ہوئے دن ہی کتنے گذرے ہیں! ابھی تو مجھے بڑی منزلیں طے کرنی ہیں!

آپ بالکل درست فرماتے ہیں کہ اس صورت حال میں کیا کتابیں تجویز ہوں اور کیا رسائل بھیجے جائیں۔یقیناً ایک کج فہم پر یہ علم کا زیاں ہو گا۔ہاں اگر تحریری طرز پر یعنی بذریعہ مراسلت اگر یہ زبان سیکھی جا سکے تو میں حاضر ہوں، بڑے شوق سے سیکھوں گی۔

ایرانی شاعرات بانوی فروغ فرخزاد اور بانوی سیمین بہبہانی سے متعلق آپ کے ارشادات نے ان ناموں کو میرے لیے مانوس بنا دیا۔مذکورہ اشعار کا مفہوم میرے فہم کے متعلق کچھ یوں نکلتا ہے:

آہ اے خدا میں تجھ سے کیا کہوں
کہ میں اپنے جسم سے پریشان اور بیزار ہوں
ہر رات تیرے پُر جلال آستانے پر
میں ایک دوسرے جسم کی تمنا رکھتی ہوں

باقی دو اشعار کا مفہوم مجھ پر واضح نہیں ہو سکا۔

چلیے آپ کم از کم اردو زبان جانتے تو ہیں، جدید شعری ادب تک آپ کی رسائی بھی دور نہیں۔یہ جان کر حیرت ہوئی کہ دو سال سے آپ نے اُس غزل کے علاوہ میری لکھی ہوئی کوئی چیز نہیں پڑھی۔اب تو خیر ایک آدھ ماہ میں کتاب ہی آپ کے ہاتھ میں ہو گی لیکن جب تک کے لیے اگر آپ فنون کے کچھ شمارے پڑھ لیں تو آپ کو نہ صرف میرے، بلکہ معاصر شعرا اور شاعرات کے اشعار جدید شعری رجحانات کے بارے میں کوئی رائے متعین کرنے میں شاید معاون ثابت ہوں۔تازہ فنون ابھی ایک ہفتہ قبل ہی آیا ہے!

خط ختم کرنے سے پہلے اس قیمتی کتاب کا بہت بہت شکریہ۔مجھے تو یہ بھی توفیق نہ ہوئی۔اور ہاں، نامفہوم چیزوں کا اپنا الگ حسن ہوتا ہے۔آپ مجھ سے بہتر جانتے ہوں گے!

نیاز کیش
پروین شاکر

(۴)

۷۸۶
۱۱ اکتوبر ۷۷ء
نوشاہی صاحب

آداب

امید ہے مزاج بہ خیر ہوں گے!

خانم فروغ فرخزاد کے اشعار کا جو میں نے ترجمہ روانہ کیا تھا اسے مناسب کہہ کر آپ نے میری حوصلہ افزائی کی ہے۔ واقعی یہ بڑی زیادتی ہو گی اگر میں آپ سے دیوار اور اسیر کو نقل کرنے [کا] کہوں۔ ہاں اگر ایران سے فارسی شاعرات کے شعری مجموعے منگوانے میں آپ کو زحمت نہ ہو تو میں محسوس کرنا چاہوں گی "کہ جب ایک عورت شاعری (اختیار) کرتی ہے تو اسے کس قسم کے شعر کہنے ہوتے ہیں"۔

آپ نے لکھا ہے کہ فارسی بذریعۂ مراسلت مشکل و صبر آزما ہے۔ میں آپ سے متفق ہوں۔ ہم دونوں کو ایک دوسرے کا صبر نہیں آزمانا چاہیے۔

فنون آپ نہیں پڑھ سکیں گے۔ یقیناً کوئی مجبوری ہو گی۔ خدا کرے کہ نومبر تک میں آپ کو اپنی کتاب خوشبو روانہ کر سکوں!

میں فن میں عورت اور مرد کی تخصیص کی قائل نہیں۔ فن کار اپنے فن سے سچا رہے، بس میں یہی چاہتی ہوں۔ دو ہفتے کے لیے شہر سے باہر جا رہی ہوں اس لیے جواب اطمینان سے دے سکتے ہیں۔

پروین شاکر

فروغ فرخزاد کے شعری مجموعے اسیر میں شامل نظم در برابر خدا جس کے چند اشعار کا ترجمہ پروین شاکر نے کیا ہے۔

از تنگنای محبس تاریکی
از منجلاب تیره این دنیا
بانگ پر از نیاز مرا بشنو
آه ای خدای قادر بی همتا
یکدم ز گرد پیکر من بشکاف
بشکاف این حجاب سیاهی را
شاید درون سینه من بینی

این مایه گناه و تباهی را
دل نیست این دلی که به من دادی
در خون تپیده آه رهایش کن
یا خالی از هوی و هوس دارش
یا پای بند مهر و وفایش کن
تنها تو آگهی و تو می دانی
اسرار آن خطای نخستین را
تنها تو قادری که ببخشایی
بر روح من صفای نخستین را
آه ای خدا چگونه ترا گویم
کز جسم خویش خسته و بیزارم
هر شب بر آستان جلال تو
گویی امید جسم دگر دارم
از دیدگان روشن من بستان
شوق به سوی غیر دویدن را
لطفی کن ای خدا و بیاموزش
از برق چشم غیر رمیدن را
عشقی به من بده که مرا سازد
همچون فرشتگان بهشت تو
یاری من بده که در او بینم
یک گوشه از صفای سرشت تو
یک شب ز لوح خاطر من بزادی
تصویر عشق و نقش فریبش را
خواهم به انتقام جفا کاری

در عشق تازه فتح رقیبش را
آه ای خدا که دست توانایت
بنیان نهاده عالم هستی را
بنمای روی و از دل من بستان
شوق گناه و نقش پرستی را
راضی مشو که بنده نا چیزی
عاصی شود به غیر تو روی آرد
راضی مشوکه سیل سرشکش را
در پای جام باده فرو بارد
از تنگنای محبس تاریکی
از منجلاب تیره این دنیا
بانگ پر از نیاز مرا بشنو
آه ای خدای قادر بی همتا

پروین شاکر کے مجموعہ کلام خود کلامی میں شامل فروغ فرخ زاد کے لیے ایک نظم

مصاحبِ شاہ سے کہو کہ
فقیہِ اعظم بھی آج تصدیق کر گئے ہیں
کہ فصل پھر سے گناہ گاروں کی پک گئی ہے
حضور کی جنبش نظر کے
تمام جلاد منتظر ہیں
کہ کون سی حد جناب جاری کریں
تو تعمیلِ بندگی ہو
کہاں پہ سر اور کہاں پہ دستار اتارنا احسن العمل ہے
کہاں پہ ہاتھوں، کہاں زبانوں کو قطع کیجیے

کہاں پہ دروازہ رزق کا بند کرنا ہو گا
کہاں پہ آسائشوں کی بھوکوں کو مار دیجیے
کہاں بٹے گی لعان کی چھوٹ
اور کہاں پر
رجم کے احکامات جاری ہوں گے
کہاں پہ نو سالہ بچیاں چہل سالہ مردوں کے ساتھ سنگین میں پرونے کا حکم ہو گا
کہاں پہ اقبالی ملزموں کو
کسی طرح شک کا فائدہ ہو
کہاں پہ معصوم دار پر کھینچنا پڑے گا
حضور احکام جو بھی جاری کریں
فقط التجا یہ ہو گی
کہ اپنے ارشادات عالیہ کو
زبانی رکھیں
وگرنہ
قانونی الجھنیں ہیں!

پروین شاکر کے خطوط کا عکس

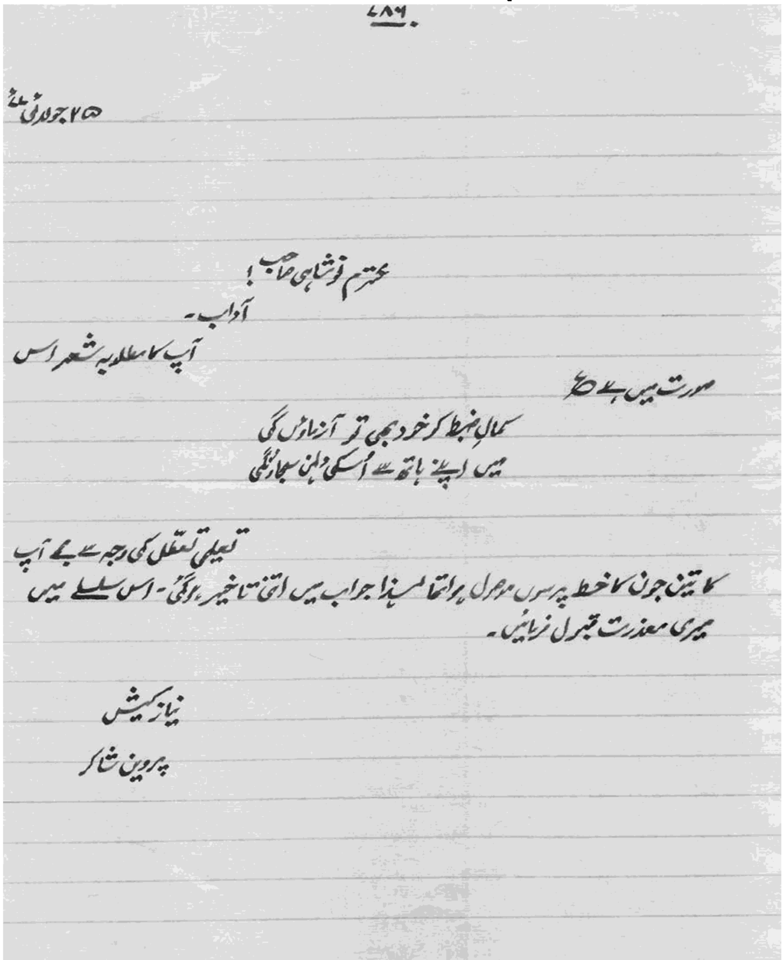

۴۸۹

۲۵ جولائی ۸۵ء

محترم نوشاہی صاحب!

آداب۔

آپ کا مطلوبہ شعر اس صورت میں ہے کہ

کمالِ ضبط کو خود بھی تو آزماؤں گی
میں اپنے ہاتھ سے اُسکی دلہن سجاؤں گی

تعلیمی تعطل کی وجہ سے آپ کا تین جون کا خط پرسوں موصول ہوا تھا لہٰذا جواب میں اتنی تاخیر ہو گئی۔ اس سلسلے میں میری معذرت قبول فرمائیں۔

نیاز کیش

پروین شاکر

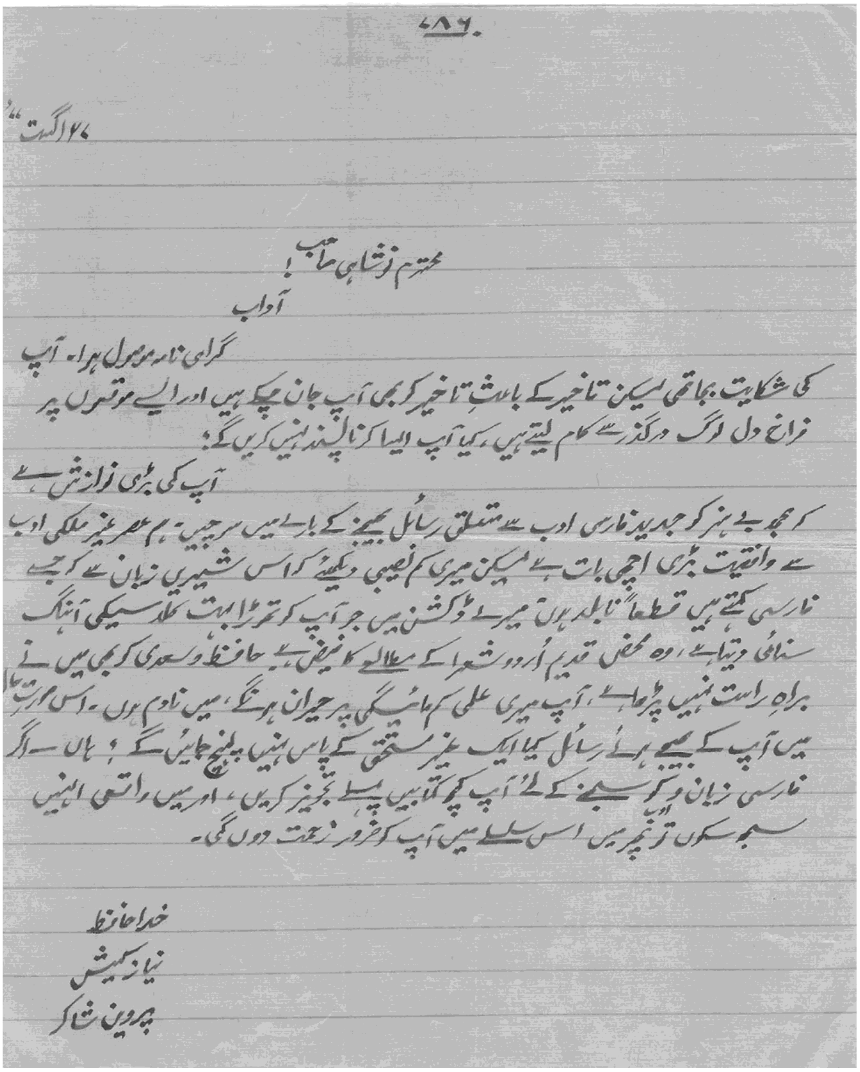

۸۶ء

۲۷ اگست

محترم نوشاہی صاحب!

آداب

گرامی نامہ موصول ہوا۔ آپ کی شکایت بجا تھی لیکن تاخیر کے باعث تاخیر کو بھی آپ جان چکے ہیں اور ایسے موقعوں پر فراخ دل لوگ درگذر سے کام لیتے ہیں، کیا آپ ایسا کرنا پسند نہیں کریں گے؟

آپ کی بڑی نوازش ہے کہ مجھ بے ہنر کو جدید فارسی ادب سے متعلق رسائل بھیجنے کے بارے میں سوچیں۔ ہم عصر غیر ملکی ادب سے واقفیت بڑی اچھی بات ہے لیکن میری کم نصیبی دیکھئے کہ اس شیریں زبان سے کہ جسے فارسی کہتے ہیں قطعاً نابلد ہوں۔ میرے ڈکشن میں جو آپ کو تھوڑا بہت کلاسیکی آہنگ سنائی دیتا ہے، وہ محض قدیم اردو شعرا کے مطالعے کا فیض ہے۔ حافظ و سعدی کو بھی میں نے براہِ راست نہیں پڑھا ہے، آپ میری علمی کم مائیگی پر حیران ہوں گے، میں نادم ہوں۔ اس صورت حال میں آپ کے بھیجے ہوئے رسائل کیا ایک غیر مستحق کے پاس نہیں پہنچ جائیں گے؟ ہاں — اگر فارسی زبان و ادب کو سمجھنے کے لئے آپ کچھ کتابیں پہلے تجویز کریں، اور میں واقعی انہیں سمجھ سکوں تو پھر میں اس سلسلے میں آپ کو ضرور زحمت دوں گی۔

خدا حافظ

نیاز کیش

پروین شاکر

۸۶.

۱۳ ستمبر ۸۶ء

نوشاہی صاحب

آداب۔

گرامی نامہ موصول ہوا ۔ اس سے ایک دن
قبل کلامِ حافظ نظر نواز ہوا۔ آپ کی مہربانیوں کا کس طرح شکریہ ادا کروں؟

مجھے افسوس ہے کہ میری جہالت نے
آپ کو اتنا رنجیدہ کر دیا لیکن کیا کیا جائے کہ حقیقت یہی ہے۔ فارسی میں نے صرف آٹھویں جماعت
تک پڑھی ہے اور اب اس جماعت سے نکلے ہوئے اتنا طویل عرصہ ہو گیا ہے کہ آمدن نامے سے ہی شروعات
کی جائیں تو بہتر ہے۔ نہیں عارف صاحب، قاعدے والی بات کو میں نے بالکل برا نہیں مانا ۔ بس
اتنی ندامت اور بڑھ گئی کہ آپ جیسے صفِ اول کی شاعرہ مانتے ہیں وہ کس درجہ کم علم اور کم نصیب
ہے۔ ویسے اتنا عرض کر دوں کہ یہ آپ کا حسنِ ظن ہے ورنہ میں تو ۔ اپنے کرلے حساب کے بعد
خود کو دوسرے درجے کی فنکارہ بھی نہیں سمجھتی ابھی میرے شعری سفر کو شروع ہوئے
دن ہی کتنے گزرے ہیں! ابھی تو بڑی منزلیں طے کرنی ہیں!

آپ بالکل درست فرماتے ہیں کہ
اس صورتِ حال میں کیا کتابیں تجویز ہوں اور کیا رسائل بھیجے جائیں۔ یقیناً ایک کج فہم
پر یہ علم کا سراسر زیاں ہوگا ہاں اگر تحریری طور پر یعنی بذریعۂ مراسلت، اگر یہ زبان
سیکھی جا سکے تو میں حاضر ہوں، بڑے شوق سے [illegible] گی
ایرانی شاعرات بازتریں فرخزاد

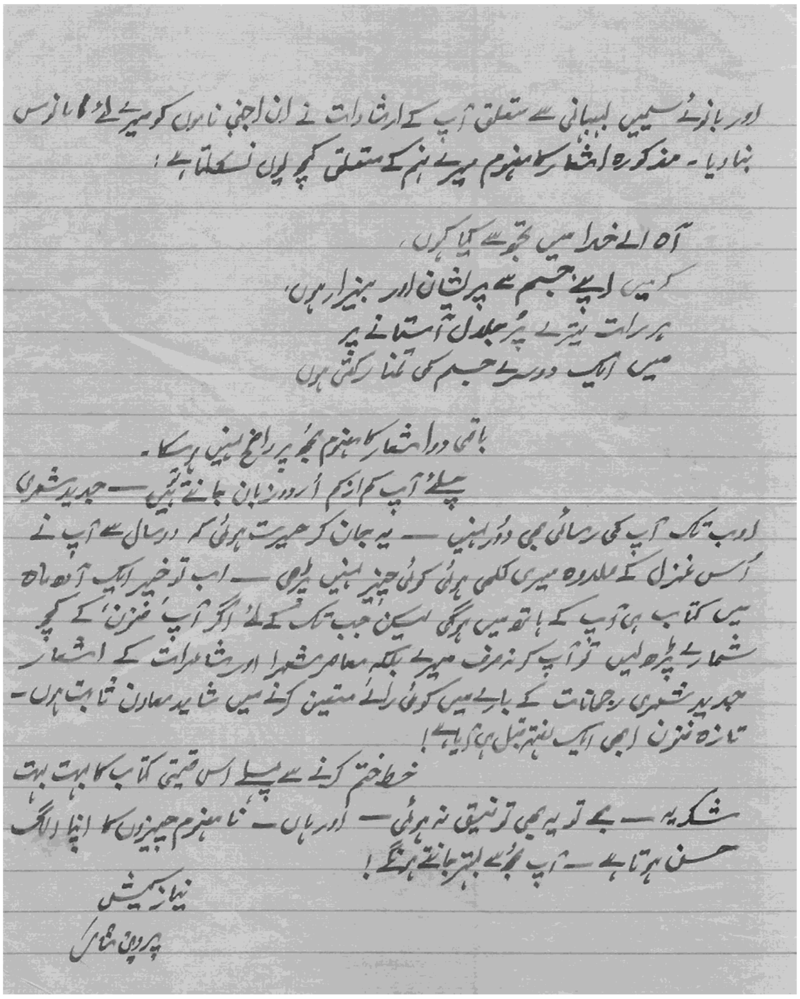

اور بانوئے سیمین لبہانی سے متعلق آپ کے ارشادات نے ان اجنبی ناموں کو میرے لئے مانوس
بنا دیا۔ مذکورہ اشعار کا مفہوم میرے فہم کے متعلق کچھ یوں نکلتا ہے:

آہ اے خدا میں تجھ سے کیا کہوں،
کہ میں اپنے جسم سے پریشان اور بیزار ہوں،
ہر رات تیرے پُرجلال آستانے پر
میں ایک دوسرے جسم کی تمنا رکھتی ہوں

باقی دو اشعار کا مفہوم مجھ پر واضح نہیں ہو سکا۔
پہلے آپ کم از کم اُردو زبان جانتے تھے — جدید شعری
ادب تک آپ کی رسائی بھی دور نہیں — یہ جان کر حیرت ہوئی کہ دو سال سے آپ نے
اس غزل کے علاوہ میری لکھی ہوئی کوئی چیز نہیں پڑھی — اب تو خیر ایک آدھ ماہ
میں کتاب ہی آپ کے ہاتھ میں ہوگی لیکن جب تک کے لئے اگر آپ 'فنون' کے کچھ
شمارے پڑھ لیں تو آپ کو نہ صرف میرے بلکہ معاصر شعرا اور شاعرات کے اشعار
جدید شعری رجحانات کے بارے میں کوئی رائے متعین کرنے میں شاید معاون ثابت ہوں —
تازہ فنون ابھی ایک ہفتہ قبل ہی آیا ہے!
خط ختم کرنے سے پہلے اس قیمتی کتاب کا بہت بہت
شکریہ — ہے تو یہ بھی توفیق نہ ہوئی — اور ہاں — نامفہوم چیزوں کا اپنا الگ
حسن ہوتا ہے — آپ مجھ سے بہتر جانتے ہوں گے!

نیاز کیش
پروین شاکر

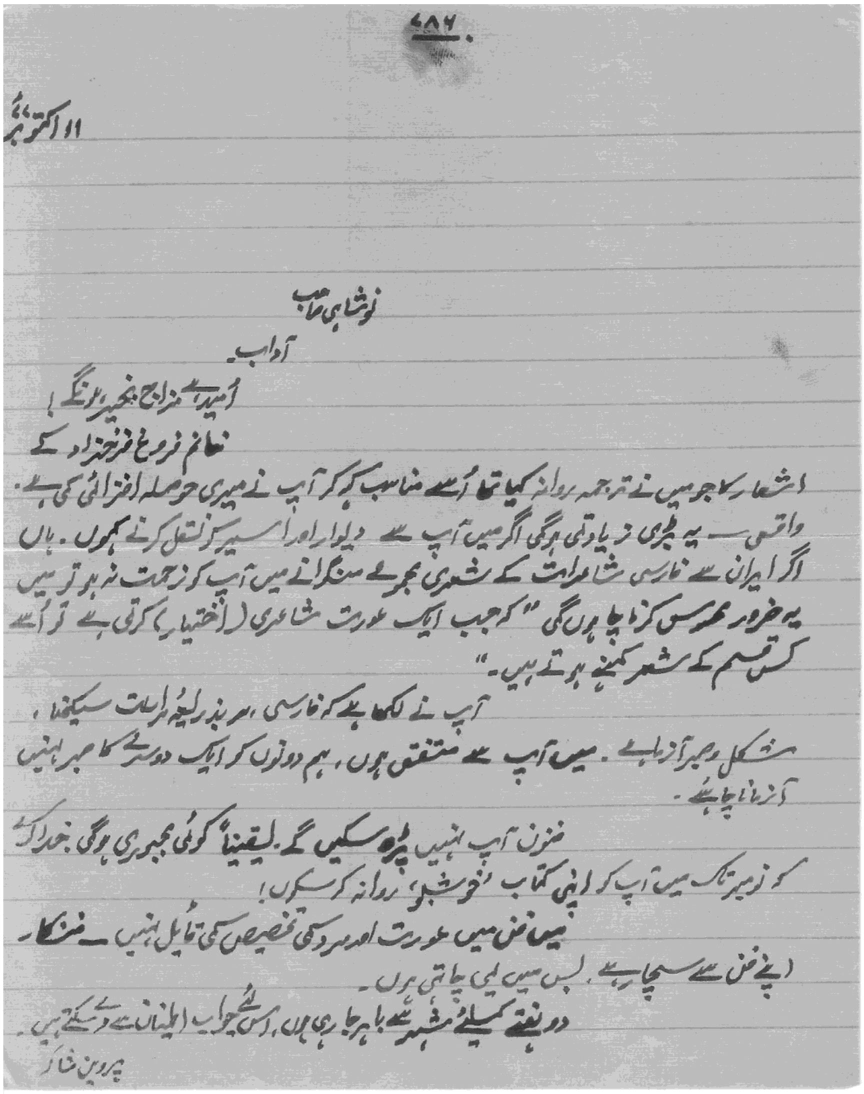

۴۸۶.

۱۱ اکتوبر

نوشاہی صاحب

آداب۔

اُمید ہے مزاج بخیر ہونگے!

خانم فروغ فرخزاد کے
اشعار کا جو میں نے ترجمہ روانہ کیا تھا اُسے مناسب کہ کر آپ نے میری حوصلہ افزائی کی ہے۔
واقعی — یہ بڑی زیادتی ہوگی اگر میں آپ سے دیوار اور اسیر کو نقل کرنے کہوں۔ ہاں
اگر ایران سے فارسی شاعرات کے شعری مجموعے منگانے میں آپ کو زحمت نہ ہو تو میں
یہ ضرور محسوس کرنا چاہوں گی "کہ جب ایک عورت شاعری (اختیار) کرتی ہے تو اُسے
کس قسم کے شعر کہنے ہوتے ہیں۔"

آپ نے لکھا ہے کہ فارسی، ہر بذریعۂ مراسلات سیکھنا،
مشکل و صبر آزما ہے۔ میں آپ سے متفق ہوں، ہم دونوں کو ایک دوسرے کا صبر نہیں
آزمانا چاہئے۔

خزن آپ نہیں پڑھ سکیں گے۔ یقیناً کوئی مجبوری ہوگی۔ خدا کرے
کو نومبر تک میں آپ کو اپنی کتاب "خوشبو" روانہ کرسکوں!

میرا فن میں عورت اور مرد کی تخصیص کی قائل نہیں — فنکار
اپنے فن سے سچا ہے۔ بس میں یہی چاہتی ہوں۔

دو ہفتے کیلئے شہر سے باہر جا رہی ہوں، اس لئے جواب اطمینان سے دے سکتے ہیں۔

پروین شاکر

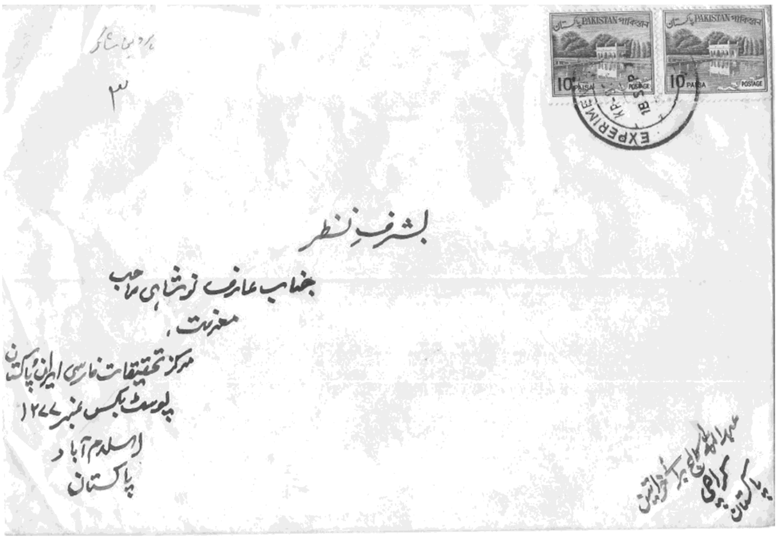

Abstract

This article presents four unpublished letters of famous Urdu poetess Perveen Shakir (1952-1994) addressed to the author of the article, revealing her natural inclination towards learning the Persian language. She expressed her interest in learning the language using distance learning tools. It also shows how she rendered the Persian poetry of Forugh Farrokhzad in a reasonably good fashion. The letters sent to motivate her to Persian literature worked really well. In her work, titled, Khud Kalaami, she composed a poem in appreciation of Farrokhzad, an Iranian poetess of modern Persian poetry. The article also discusses her calm demeanor in responding to the letters of the article writer. She avoided accepting many offers from the writer to receive old and new books of Persian literature. The handwriting on the letters is neat, legible, and cursive.

Keywords: Letter of Perveen Shakir, Forugh Farrokhzad, Persian language.